علم نجوم اور انسانی قسمت
اسلامی نقطۂ نظر سے تجزیاتی مطالعہ

حافظ مبشر حسین لاہوری

ریسرچ ایسوسی ایٹ /لیکچرر، ادارہ تحقیقات اسلامی ،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ،اسلام آباد

سورج، چانداور ستارے دیگر مخلوقات کی طرح، اللہ تعالیٰ کے تخلیق کردہ اَجرامِ فلکی ہیں۔ دیگر اشیا کی طرح انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے خاص مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ مثلاً مختلف ستاروں کی مدد سے سمت اور وقت کا تعین کیا جاتا ہے،سورج سے روشنی اور حرارت حاصل کی جاتی ہے، چاند کے ذریعے سے بھی وقت اور تاریخ کے تعین میں مدد ملتی ہے۔ علاوہ ازیں سمندروں کے مدوجزر اور پھلوں کی مٹھاس وغیرہ میں دیگر عوامل کی طرح چاند بھی ایک مؤثر عامل بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اجرامِ فلکی سے آسمان کی زیب وزینت اور شیطانوں کو مار بھگانے کے لیے ہتھیار کا کام بھی لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے اجرامِ فلکی کی رفتار وحرکات کے ساتھ مندرجہ بالا چیزوں کو مربوط کر رکھا ہے اور جب انسان نے ان سیاروں اور ستاروں کی حرکات کا بغور مشاہدہ کرنا شروع کیا تو اس نے انسانی تاریخ کے آغاز ہی میں دن رات کا فرق ،دنوں کی تقسیم ،ماہ وسال کا اندازہ ،سمتوں؛ کا تعین ،موسموں کی تقسیم وغیرہ جیسی بنیادی چیزوں کو معلوم کرلیا اور پھر جیسے جیسے ان فلکی اجرام کے گہرے مشاہدے کیے گئے ،توں توں انسان ان سے متعلقہ ایسی بہت سی چیزوں کا ادراک کرتا گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے تخلیق مقاصد میں شامل کر رکھا تھا اور بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت واذن ہی سے ممکن ہوا۔

ان معلومات کو علم فلکیات (Astronomy)، علم النجوم (Astrology)، علم ہیئت، علم ضاعۃ التنجم وغیرہ۔

ناموں سے موسوم کیا جاتا رہا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے ان اجرامِ فلکی کے ساتھ بہت سی ایسی چیزوں کو مربوط کرنا شروع کر دیا جن کا اجرام سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہ تھا مثلاً ان اجرامِ فلکی کی حرکت ورفتار کے ساتھ لوگوں کی قسمت کے فیصلے وابستہ کیے جانے لگے۔ انسانی زندگی میں عروج وزوال، صحت وبیماری، فقر وغنٰی، غمی وخوشی، کامیابی وناکامی، فتح وشکست وغیرہ جیسی بہت سی چیزوں میں بھی ان اجرامِ فلکی کو قطعی مؤثر سمجھا جانے لگا۔ ان کی حرکت وگردش کے ساتھ غیب کے دعوے اور مستقبل کی خبریں دی جانے لگیں۔ پھر رفتہ رفتہ توہم پرست انسان نے اپنی زندگی کے ہر معاملے کو دینی مذہبی تعلیمات کے بجائے انہی اجرام سے وابستہ کرلیا اور نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ انہیں خدائی کا درجہ دیا جانے لگا اور ان کی پرستش کی جانے لگی۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اجرام فلکی کی پرستش سے منع کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

ومن ایٰتہ الیل والنہار والشمس والقمر لا تسجد وا للشمس ولا للقمر واسجد واللہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون. (۱)

دن اور رات، اور سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔تم سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو، بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تم واقعی اس اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو!

کواکب پرستی کی ایک ادنیٰ سے مثال یہ بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ ہفتہ کے دنوں کے نام انہی اجرامِ فلکی سے منسوب کردہ ہیں۔جیسے انگریزی زبان میں اتوار کو Sunday کہا جاتا ہے جس کا ترجمہ ہے، سورج کا دن، یعنی اس دن کو سورج دیوتا کا دن قرار دیا گیا۔ سوموار کو Monday کہا جاتا ہے یعنی چاند کا دن۔گویا سورج کی طرح چاند کو بھی دیوتا تسلیم کرکے اس دن کو چاند کی طرف منسوب کیا گیا۔منگل کو Tue سے موسوم کیا گیا ہے یعنی ٹیو، دیوتا کا دن اور کہا جاتا ہے کہ یہ ٹیو دراصل مریخ سیارے کے دیوتا کا نام ہے جس کی طرف اس دن کی نسبت کی گئی ہے۔اسی طرح بدھ کو Weden سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ دراصل عطارد سیارے کے دیوتا کا نام ہے جس کی طرف یہ دن منسوب ہے۔اسی طرح کہا جاتا ہے کہ Weden دیوتا کے ایک بیٹے کا نام Thor ہے جو رعد (گرج کڑک) کا دیوتا تھا، اسے سیارہ مشتری کا دیوتا قرار دے کر اس کے نام سے جمعرات کو Thursday سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور Weden دیوتا کی بیوی کا نام Frigg یا Friga تھا جو زہرہ سیارے کی دیوی تھی اور اسی مناسبت سے جمعہ کو Friday یعنی فرگ دیوی کا دن کہا جانے لگا۔ہفتہ کو Saturday کہا جاتا ہے اور Satur دراصل زحل سیارے کا نام ہے اور یہی اس کا دیوتا ہے، چنانچہ اسی سیارے کی طرف ہفتہ کا دن منسوب کردیا گیا۔

ہندوؤں کے ہاں بھی ہفتہ کے دنوں کو مختلف سیاروں کی طرف منسوب کیا گیا ہے مثلاً اہلِ ہند زہرہ سیارے کو 'شکر' کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے جمعہ کو 'شکروار' سے موسوم کیا جاتا ہے اور زحل کو سنیچر نام سے پکارتے ہیں اور اسی نسبت سے ہفتہ کو سنیچر وار کہتے ہیں۔اسی طرح انگریزی مہینوں کے نام بھی مختلف سیاروں کی طرف منسوب کرکے رکھے گئے ہیں، مثلاً پہلا انگریز مہینہ January کہلاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ اہلِ مغرب کے معتقدات کے مطابق جینس نام رومن دیوتا کی یادتازہ کرتا ہے لہٰذا اسی دیوتا کی طرف اس مہینے کو منسوب کردیا گیا۔

مذکورہ بالا تقویموں میں ہفتہ وار دنوں کے نام چونکہ دیوی دیوتاؤں اور سیاروں، ستاروں کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے شرک کا پہلو نمایاں کرتے تھے، اس لئے اسلام نے شرک کی بیخ کنی کرتے ہوئے دنوں کی نسبت کسی بھی مخلوق کی طرف کرنے کی بجائے محض عدد پر ان کی بنیاد رکھی تاکہ ان میں شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔اسلامی تقویم کے مطابق ہفتہ وار دنوں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ یوم الجمعه (جمعہ) ۲۔ یوم السبت (ہفتہ)

۳۔ یوم الاحد (اتوار) ۴۔ یوم الا ثنین (سوموار)

۵۔ یوم الثلثاء (منگل) ۶۔ یوم الا ربعاء (بدھ)

۷۔ یوم الخمیس (جمعرات)

اجرامِ فلکی کے تین بنیادی مقاصد:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو بنیادی طور پر تین مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے:

ا: راستوں اور سمتوں کی معلومات اور وقت کے تعین کے لئے۔

۲: آسمان کی زیب وزینت کے لئے۔

۳: شیطانوں کو مار بھگانے کے لئے۔

ان تینوں مقاصد کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا: راستوں اور سمتوں کی معلومات اور وقت کے تعین کے لئے:

قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے اس بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں:

وهو الذى جعل لكم النجوم لتهتدو ا بها فى ظلمت البر والبحر قد فصلنا الايات لقوم يعلمون (۲)

اوراسی ذاتِ باری تعالیٰ نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا فرمایا تا کہ تم ان کے ذریعے سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کرو۔ بلاشبہ ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں ان لوگوں کے لئے جو فہم وشعور رکھتے ہیں۔

والقیٰ فى الارض رواسى ان تميد بكم وانهار أ وسبلا لعلكم تهتدون وعلمت وبالنجم هم يهتدون افمن يخلق كمن لا يخلق افلا تذكرون (۳)

اور اس اللہ نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے تا کہ (وہ زمین) تمہیں ہلا نہ دے اور نہریں اور راہیں بنا دیں تا کہ تم منزلِ مقصود کو پہنچو اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں، تو کیا وہ بھی جو پیدا کرتا ہے، اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے۔

هو الذى جعل الشمس ضياءً والقمر نوراً وقدره منازل لتعلموا عددالسنين والحساب ما خلق الله ذلك الا بالحق يفصل الايات لقوم يعلمون . (۴)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں کیں۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتا رہا ہے جو علم ودانش رکھتے ہیں۔

والشمس تجرى لمستقرلها ذلك تقدير العزيز العليم والقمر قدرنه' منازل حتى عاد كالعرجون القديم لا

الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار و کل فی فلکٍ یسبحون .(۵)

اور سورج کے لئے جو مقرر راہ ہے وہ اسی پر چلتا ہے۔ یہ اندازہ ہے (ٹھہرایا ہوا اس) غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے اور یہ سب کی سب آسمان پر تیرتے پھرتے ہیں۔

الشمس والقمر بحسبانٍ (٦)

سورج اور چاند (مقررہ) حساب سے ہیں۔

یاد رہے کہ ستاروں اور دیگر اجرامِ فلکی کے تخلیقی مقاصد میں سے یہی ایک مقصد انسانوں کے لئے مختلف چیزوں کی معلومات کے لئے مفید اور مشروع (جائز) ہے اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس کا تعلق بھی علم ہیئت کی ان مختلف شاخوں سے ہے جن کے ذریعے سے ماہ وسال کا تعین، اوقات کا تقرر، کیلنڈروں کی تیاری اور سمتوں کے تعین وغیرہ میں مدد اور فائدہ حاصل کیا جاتا ہے جب کہ لوگوں کی تقدیر، کامیابی وناکامی، فتح وشکست وغیرہ جیسی غیبی اور مستقبل کی مخفی باتوں میں ان ستاروں اور سیاروں کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ ان معاملات میں انہیں مؤثر سمجھنا شرک ہے جیسا کہ آگے احادیث میں آرہا ہے۔

۲: آسمان کی زیب وزینت کے لئے:

اجرامِ فلکی کا دوسرا مقصد آسمان کی زیب وزینت ہے، جیسا کہ درج ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے:

انا زینا السما الدنیا بزینة ن الکواکب .(٧)

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا۔

ولقد زینا المساء الدنیا بمصا بیح. (٨)

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت والا بنادیا۔

ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینا ها لنظرین .(٩)

یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اسے سجادیا۔

وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً . (١٠)

اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی۔

۳: شیطانوں کو مار بھگانے کے لئے:

قرآن مجید میں ستاروں کی تخلیق کا تیسرا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہیں ان شیطانوں کے خلاف بطورِ ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے جو اللہ

تعالیٰ کی آسمانی مجلس سے کوئی بات چرانے کے لئے عالم بالا کا رخ کرتے ہیں، قرآن مجید میں یہ بات مختلف مواقع پر اس طرح بیان ہوئی ہے:

انا زینا السماء الدنیا بزینة ن الکواکب وحفظاً من کل شیطن ماردٍ لا یسمعون الی الملاء الا علیٰ ویقذفون من کل جانب ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفة فا تبعه شھاب ثاقب . (۱۱)

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے۔ بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں بھگانے کے لئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو کوئی ایک آدھی بات اچک کر لے بھاگے تو (فوراً اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

ولقد جعلنا فی السماءِ بروجاً وزینا ھا لنظرین وحفظنھا من کل شیطن الرجیم الا من استرق السمع فاتبعه شھاب مبین (۱۲)

یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اسے سجا دیا گیا اور اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ رکھا گیا ہے جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگتا ہے۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا رجوماً للشیطین واعتدنا لھم عذاب السعیرِ (۱۳)

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت والا بنا دیا اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنا دیا اور شیطانوں کے لئے ہم نے (دوزخ کا جلانے والا) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۴: جنوں کا اعتراف کہ ستارے ہم پر شعلہ بن کر برستے ہیں:

وانا السماء فوجد نھا ملئت حرساً شدیداً وشھباً وانا کنا نقعد مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجدله' شھا باً رصداً وانا لا ندری اشر اُرید بمن فی الارض ام ارادبھم ربھم رشداً . (۱۴)

ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں سے بھرا ہوا پایا، اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے۔

وما تنز لت به الشیطین وما ینبغی لھم وما یستطیعون انھم عن السمع المعزولون (۱۵)

اس قرآن کو شیطان نہیں لائے، نہ وہ اس قابل ہیں، انہیں تو اس کی طاقت بھی نہیں بلکہ وہ تو سننے سے بھی محروم کر دیے گئے ہیں۔

ستاروں کے ذریعے سے شیطانوں کو مار بھگانے کے مقصد کی تائید و توضیح مختلف احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

ستاروں کو انسانی قسمت کے ساتھ مربوط سمجھنا شرکیہ عقیدہ ہے

گزشتہ دلائل سے معلوم ہوا کہ ستاروں کی تخلیق کے تین مقاصد ہیں اور ان مقاصد سہ گانہ کے علاوہ ان کا کوئی اور مقصد نہیں اور نہ انسانی زندگی کی تبدیلیوں یا مستقبل کی باتوں (پیشگوئیوں) سے ہی ان کا تعلق ہے۔ انسانی زندگی میں اگر ان کا کوئی تعلق ہوسکتا ہے تو وہ یہی کچھ ہے کہ ان سے راستوں اور سمتوں کی معلومات اور وقت کے تعین میں مدد لی جائے اور علمِ ہیئت (Astronomy) فی الحقیقت اسی مقصد کے حصول کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ علمِ ہیئت میں جتنی بھی ترقی کی جائے، ہرگز مذموم نہیں۔ لیکن اگر ستاروں کو کائنات کا مؤثر عامل (Factor) سمجھا جانے لگے اور ان کی بنیاد پر مستقبل کی غیبی خبروں کے حصول کے دعوے کیے جانے لگیں تو پھر اسے علم ہیئت سے موسوم نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی کوئی قطعیت وحقیقت ہے۔

ستاروں کو انسانی قسمت کے ساتھ مربوط سمجھنا اسلامی نقطۂ نظر سے ایک شرکیہ عقیدہ ہے، اسی لئے اس طرح کی چیزوں میں وقت ضائع کرنے اور دلچسپی لینے کی ہر صورت کی اسلام سخت مذمت کرتا ہے۔ آئندہ سطور میں اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند صحیح احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

من اقتبس علماً من علم النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد (۱۶)

جس شخص نے 'نجوم' کے بارے میں کچھ علم حاصل کیا، اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا، جتنا زیادہ علم نجوم سیکھے گا، گویا اتنا ہی زیادہ جادو سیکھنے کے مترادف ہوگا۔

۲: حضرت زید بن خالد جہنیؓ فرماتے ہیں کہ:

صلى لنا رسول الله ﷺ صلاة الصبح بالحد يبية علىٰ اثر سماءٍ كانت من الليلة فلما انصرف اقبل على الناس فقال: هل تدورن ماذا قال ربكم؟ قالو!: الله ورسوله اعلم، قال اصبح من عبادى مومن بى و كافر من قال بفضل الله ورحمته فذلك مومن بى و كافر بالكوكب و اما من قال (مطرنا) بنوءِ كذا وكذا لك كافر بى ومومن بالكوكب (۱۷)

نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں ایک صبح نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ نماز کے بعد آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے: ''آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہیں اور ایک کافر۔ جس نے کہا اللہ کے فضل ورحم سے بارش ہوئی وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی تو اس نے میرا کفر کیا اور وہ تاروں پر ایمان لایا''۔

۳: حضرت ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اربع فى امتى امر الجاهلية لا يتر كو نهن الفخر فى الحساب واطعن فى الا نساب والا ستسقاء بالنجوم

والنیاحة (۱۸)

دورِ جاہلیت کی چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں میری امت نہیں چھوڑے گی: (۱) اپنے حسب نسب پر فخر کرنا۔ (۲) (دوسروں کے) حسب نسب پر طعن کرنا۔ (۳) تاروں سے بارش طلب کرنا۔ (۴) نوحہ کرنا۔

۴: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عہد رسالت میں ایک مرتبہ بارش ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اصبح من الناس شاکراً ومنهم کافر، قالوا : هذهٖ رحمة الله وقال بعضهم لقد صدق نوء کذا وکذا قال فنزلت هذهِ الا یهُ : فلا أقسم بمواقع النجوم ...... حتی بلغ ...... وتجعلون رزقکم انکم تکذبون (۱۹)

''لوگوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان میں سے بعض شکرگزار ہوئے اور بعض ناشکرے۔ (اللہ تعالیٰ کے شکرگزاروں نے کہا) یہ اللہ کی رحمت سے بارش ہوئی اور ناشکروں نے کہا کہ یہ بارش تو فلاں فلاں ستارے (نچھتر) کی وجہ سے ہوئی ہے''۔

راوی حدیث (عبداللہ بن عباسؓ) فرماتے ہیں کہ اسی ضمن میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

فلا اقسم بمواقع النجوم ...... وتجعلون رزقکم انکم تکذبون .

میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں ...... اور اس میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ تم اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) جھٹلاتے ہو!'' (اللہ کو جھٹلانے کا کیا معنی ہے، اس کے لئے آگے روایت ۹ دیکھئے)

۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

الم تر الی ماقال ربکم عزوجل ؟ قال : ما انعمت علیٰ عبادی من نعمةٍ الا اصبح فریق منهم بها کافرین یقولون: الکواکب وبالکواکب (۲۰)

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارا رب کیا کہتا ہے؟ تمہارا رب یہ کہتا ہے کہ اپنے بندوں پر میں نے جب بھی کوئی انعام کیا، ان میں سے ہمیشہ ایک فریق نے اس سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ تارے تارے''

یعنی بارش کی نعمت تاروں کے وجہ سے حاصل ہوئی۔ (نعوذ باللہ)

۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما انزل الله من السماء من برکةٍ الا اصبح فریق من الناس بها کافرین ینزل الله الغیث فیقولو ن الکوکب کذا وکذا (۲۱)

اللہ تعالیٰ نے جب بھی آسمان سے کوئی برکت (بارش کی شکل میں) نازل فرمائی تب ہی لوگوں میں سے ایک فرقے نے اس نعمت و برکت پر کفر کیا۔ بارش تو اللہ تعالیٰ برساتا ہے جب کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں تارے کے ڈوبنے یا طلوع ہونے سے بارش ہوئی۔

۷: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اخاف علی امتی خصلتین تکذیباً بالقدر و ایماناً بالنجوم (۲۲)

''مجھے اپنی امت کے بارے میں دو چیزوں کا اندیشہ ہے، ایک تقدیر کی تکذیب کا دوسرا نجوم پر ایمان لانے کا''۔

۸: حضرت ابو محجنؓ سے مروی روایت میں تین چیزوں کا ذکر ہے یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اخاف علیٰ امتی ثلاثا؛ حیف الائمۃ و ایماناً بالنجوم و تکذیباً بالقدر (۲۳)

(۱) امراء و حکام کا ظلم، (۲) تاروں پر ایمان، (۳) تقدیر کی تکذیب''۔

۹: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت: **وتجعلون رزقکم انکم تکذبون** (تم اپنی شکر گزاری یہی پیش کرتے ہو کہ تم اللہ کو جھٹلاتے ہو)، کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

تقولون مطرنا بنوء کذا و کذا بنجم کذا و کذا (۲۴)

''تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں فلاں فلاں تارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی''۔

(گویا یہ اللہ کی نعمت یعنی بارش کی ناشکری ہے)

۱۰: حضرت قتادہ تابعیؒ فرماتے ہیں کہ:

خلق ھذہ النجوم جعلھا زینۃ للسماء و رجو ماً للشیطین و علاماتٍ یھتدیٰ بھا فمن تاول فیھا بغیر ذلک اخطا واضاع نصیبہ و کلف مالا علم لہ بہ (۲۵)

ان ستاروں کو تین مقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے، ایک تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کی خوبصورتی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ دوسرا شیاطین کو مار بھگانے کے لئے اور تیسرا انہیں راستہ معلوم کرنے کے لئے ذریعہ بنایا ہے۔ لہٰذا جس شخص نے ان (تین مقاصد) کے سوا دیگر باتیں کہیں تو اس نے غلطی کی اور اپنا حصہ تباہ کر لیا اور جو بات غیب کی معلوم نہیں ہو سکتی تھی، اسے معلوم کرنے میں تکلف کیا۔

علماء، اور ستاروں کو انسانی قسمت کے ساتھ مربوط سمجھنا

مذکورہ احادیث میں ستاروں کی تاثیر کے تسلیم کرنے کو کفر و شرک اور جہالت کے زمرہ میں داخل کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ علماءِ اسلام نے ان احادیث کے پیشِ نظر ہمیشہ علم نجوم کی سخت مذمت کی ہے۔ ان ائمہ میں سے چند ایک کے اقوال ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''جس شخص نے مشرکوں کی طرح یہ کہا کہ فلاں فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی، یعنی بارش کو کسی تارے کا مرہونِ منت خیال کیا، تو یہ کفر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کفر قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ تاروں کا طلوع و غروب وقت کے ساتھ ہے اور وقت مخلوق ہے۔ مخلوق اپنے یا دوسرے کے نفع یا نقصان کی مالک ہرگز نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص نے کہاں کہ فلاں فلاں تارے سے بارش ہوئی اور اس کی مراد یہ تھی کہ فلاں فلاں وقت میں بارش ہوئی تو پھر یہ کفر نہیں ہے''۔ (۲۶)

امام احمد بن حنبلؒ سے کاہنوں، عرافوں، نجومیوں، جادوگروں وغیرہ کے بارے میں دو فیصلے منقول ہیں۔ایک تو یہ کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ جب تک یہ توبہ نہ کرلیں، انہیں قید ہی میں ڈالے رکھا جائے۔(۲۷)

امام ابن تیمیہؒ نے علم نجوم کے حوالے سے کئی مقامات (۲۸) پر بحث کی ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ شیخ موصوف کے نزدیک علم نجوم کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔ایک قسم کا تعلق ماہ وسال کی تعین، خسوف وکسوف اور سمتوں کی معلومات وغیرہ سے ہے، اسے ہی علمِ ہیئت یا علمِ فلکیات کہا جاتا ہے اور موصوف نے اسے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

واما العلم بالعادة فی الکسوف والخسوف فانما یعرفه من یعرف حساب جریا نهما ولیس خبر الحاسب بذلک من باب علم الغیب ولا من باب ما یخبر به من الا حکام التی یکون کذبه فیها اعظم من صدقه فان ذلک قول بلا علم ثابت وبناء علی غیر اصل صحیح "(۲۹)

"ہر وہ شخص جو شمس وقمر کی گردش کا حساب جانتا ہے، وہ ان کے گرہن کی پیشگی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ ہیئت دان کا شمس وقمر کے گرہن کی خبر دینا علمِ غیب نہیں اور نہ اس کی خبر اس نجومی کی طرح ہے جو ستاروں کے اثرات کی خبریں دیتا ہے اور اس کی خبریں اکثر و بیشتر جھوٹی ہوتی ہیں کیونکہ (ہیئت دان کے برعکس) اس نجومی کا علم بلا دلیل اور بے بنیاد ہے"۔

امام ابن تیمیہ کے نزدیک دوسری قسم وہ ہے جس میں ستاروں کی تاثیر کو تسلیم کیا جاتا ہے اور انسانی قسمت میں عمل دخل رکھنے والا عنصر مانا جاتا ہے، اس قسم کے نظریات رکھنے والے لوگوں کے بارے میں موصوف فرماتے ہیں کہ:

واعتقاد المعتقد ان نجما من النجوم السبعة هو المتولی لسعده ونحسه اعتقاد فاسد وان المعتقد أنه هو المد برله فهو کافر وکذلک أن ذلک دعاؤه والا ستعا نة به کان کفرا وشر کا محضا (۳۰)

"اگر کوئی سات ستاروں میں سے کسی ستارے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ ستارہ اس کی سعادت وشقاوت (یعنی تقدیر) کا والی وارث ہے تو اس کا یہ عقیدہ فاسد ہے اور اگر ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص اس ستارے کو اپنا مدبر ومنتظم سمجھے تو وہ کافر ہے۔اسی طرح اگر وہ اس سے دعا اور مدد مانگے تو یہ بھی صریح کفر وشرک ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید حافظ ابن قیمؒ نے بھی اس موضوع پر خاصی مفید بحث سپرد قلم فرمائی ہے، حتیٰ کہ اپنی کتاب مفتاح دارالسعادۃ میں موصوف نے تقریباً سو صفحات نجومیوں کی عقلی ونقلی تردید میں صرف کیے ہیں۔اسی طرح اپنی دوسری شہرہ آفاق کتاب زادالمعاد میں آپ فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کی گردش اور ان کے اختلافِ مطالع کو موسموں کی تبدیلی کا سبب بنایا ہے اور موسموں کی تبدیلی سردی، گرمی اور آب وہوا کی تبدیلی وغیرہ کا سبب بنتی ہے اور جو شخص ان اجرامِ فلکی کی حرکت وگردش اور اختلافِ مطالع سے واقف ہو، وہ ان کے ذریعے سے نباتات، حیوانات وغیرہ میں آنے والے تغیر کو معلوم کر لیتا ہے۔اور یہ ایسی سادہ اور عام فہم چیز ہے کہ کسان، زمیندار اور ماہی گیر وغیرہ

بھی اس طرح کی معلومات تک رسائی رکھتے ہیں..... (اس کے بعد موصوف نجومیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ)...... کاہنوں اور نجومیوں وغیرہ کو ان کی شیطان دوستوں سے مدد ملتی ہے اور ان کا کام صحیح نہیں خواہ ان میں سے کوئی نجومی کتنا ہی سچا، نیک اور دین دار کیوں نہ دکھائی دیتا ہو بلکہ یہ جادوگروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جتنا جھوٹا، گناہ گار اور اللہ، اس کے رسول اور دین سے دور ہوگا اتنا ہی اس کا جادو زور آور اور پر تاثیر ہوگا جب کہ دین و شریعت کا معاملہ یہ ہے کہ دین دار شخص جس قدر نیک سچا اور باعمل ہوگا، اتنا ہی اس کا خواب قوی ہوگا اور یہ اللہ کی توفیق سے ہے"۔(۳۱)

حافظ ابن قیمؒ مزید فرماتے ہیں کہ

ولا ریب ان الایمان بما جاء به محمد ﷺ وبما یجی به هؤلاء، لا یجتمعان فی قلب واحد "(۳۲)

"اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانا اور ان نجومیوں، کاہنوں، وغیرہ کی باتوں کو تسلیم کرنا، ایک ہی دل میں یہ دونوں متضاد چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں"۔

یعنی یا تو انسان آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان علوم کو سیکھنے اور نجومیوں، کاہنوں، وغیرہ کے پاس جانے سے اجتناب کرے گا یا پھر ان چیزوں کا ارتکاب کرے گا تو دینِ محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت: **فلا اقسم بمواقع النجوم** ...... کے تحت ستاروں کی عدمِ تاثیر سے متعلقہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: **لا ان ذلک النوء مؤثر بنفسه فی نزول المطر فان هذا هو المنهی عن اعتقاده** (۳۳)

"ستاروں کا طلوع و غروب بذات خود بارش برسانے میں مؤثر نہیں، بلکہ یہی تو وہ چیز ہے جسے تسلیم کرنے کی اسلام میں ممانعت ہے"۔

صحیح البخاری کی جس روایت میں ستاروں کی تاثیر تسلیم کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے، اس کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ

"عہد جاہلیت میں لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ بارش کا نزول تاروں کا مرہون منت ہے۔ یا تو ان کے گمان میں تارے بذات خود بارش برساتے ہیں یا پھر وہ تاروں (کے طلوع و غروب) کو بارش کی علامت سمجھتے تھے تو اسلام نے ان کے ان خیالات کو باطل قرار دیا اور اسے اس صورت میں کفر قرار دیا کہ جب کوئی ان تاروں کو بذات خود بارش برسانے والا خیال کرے، یہی اعتقاد کفر و شرک ہے اور اگر کوئی بطورِ تجربہ یہ بات کہے (کہ فلاں تارے کے غروب ہونے اور فلاں کے طلوع ہونے سے بارش ہوئی) تو یہ اگرچہ شرک اکبر نہیں لیکن اس پر کفرانِ نعمت کا اطلاق ضرور ہوتا ہے"۔(۳۴)

صحیح مسلم کی جس روایت میں ستاروں کی تاثیر تسلیم کرنے کو کفر و شرک کہا گیا ہے، اس کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ

"اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ جو شخص یہ بات کہے کہ ہمیں فلاں فلاں تارے سے بارش نصیب ہوئی، کیا وہ کافر ہے یا نہیں؟ ایک قول کے مطابق یہ کفر اکبر ہے جو ایمان کو ختم اور اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ لیکن علماء کا یہ موقف اس شخص کے بارے میں ہے جو ستاروں کو مدبر و منتظم اور نزولِ مطر کا مالک و فاعل سمجھتا ہے جیسا کہ جاہلوں کا یہ خیال ہوا کرتا تھا۔ لہٰذا جو شخص یہی اعتقاد رکھے، اس کے کفر

میں کوئی شک باقی نہیں۔ جمہور علماء اور امام شافعی کا یہی موقف ہے اور حدیث کا ظاہری مفہوم بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی یہ جملہ اس نیت کے ساتھ کہے کہ بارش تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے ہوئی مگر یہ تارے بارش کا وقت اور علامت ہیں اور اس کی بنیاد عام عادت (مشاہدہ) ہے تو گویا ایسی نیت کے ساتھ اس جملے کے قائل کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ اس کے باوجود، اس کے مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اور زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ کراہتِ تنزیہی ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے"۔(۳۵)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

لیس النجم ومن ضاهاه ممن یضرب بالحصی وینظر فی الکتاب ویزجر بالطیر ممن ارتضاه الله تعالیٰ من رسول فیطلعه علی ما یشاء من غیبه بل هو کافر بالله مفتر علیه بحدسه و تخمینه و کذبه .(۳۶)

"نجومی، کاہن، عامل، اور فال گیری وغیرہ کرنے والے حضرات کسی پیغمبر کی طرح نہیں جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرما کر جس غیبی معاملے سے چاہے باخبر کردے بلکہ یہ نجومی وغیرہ تو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اپنے اندازوں، تخمینوں اور جھوٹ کے ساتھ تہمت باندھتے ہیں"۔

ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"جمہور علماء کے نزدیک ستاروں سے متعلقہ وہ علم جس سے انسان اپنا سفر صحیح طور پر جاری رکھ سکے یا جس سے جہتِ قبلہ یا راستہ معلوم ہوسکے، جائز اور مباح ہے۔ لیکن ستاروں کا وہ علم جس سے ایک دوسرے پر اثر مرتب ہونا ثابت کیا جائے وہ حرام اور باطل ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ"۔(۳۷)

امام خطابیؒ ستاروں سے متعلقہ علم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

"وہ علم جس کی کتاب وسنت میں ممانعت کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ نجومی یہ دعویٰ کرے کہ آنے والے فلاں ن یا فلاں مہینے میں حادثہ رونما ہوگا یا اس قسم کی ہوا چلے گی یا فلاں وقت بارش ہوگی یا فلاں چیز مہنگی ہوگی یا فلاں چیز سستی ہوگی وغیرہ وغیرہ......اس قسم کی پیشگوئی سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فلاں ستارہ جب برج میں داخل ہوتا ہے یا فلاں فلاں ستارے جب جمع یا الگ ہوجاتے ہیں تو ان کی وجہ سے زمین پر اس قسم کے انقلابات وتغیرات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ نجومیوں کا یہ دعویٰ حقیقت میں علمِ غیب کا دعویٰ ہے حالانکہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے"۔(۳۸)

"ستاروں سے متعلقہ وہ علم جس سے تجربہ ومشاہدہ کے بعد زوالِ شمس اور سمتِ قبلہ وغیرہ معلوم کیے جاتے ہیں، اس کا حاصل کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ اس میں صرف یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جب تک سایہ کم ہوتا رہے گا، سورج مشرقی کنارہ سے واسطِ آسمان کی طرف بڑھتا جائے گا۔ اور جب سایہ زیادہ ہونے لگے گا تو وسطِ آسمان سے سورج مغربی کنارے کی طرف ڈوبنا شروع ہوجائے گا۔ اور یہ ایک صحیح علم ہے جس کا ادراک مشاہدے سے ہوتا ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اس فن کے جاننے والوں نے ایسے آلات ایجاد کرلئے ہیں جن کی

وجہ سے آدمی سورج کی رفتار کا ہر وقت معائنہ کرنے کا محتاج نہیں رہا اور ان ستاروں کے مطالعہ سے ایسے قوانین ان معتبر اہل علم نے وضع کیے ہیں جن جن کے دینی شغف اور معرفتِ اسلام میں ہمیں کوئی شک نہیں اور ہم اس معاملے میں انہیں سچا سمجھتے ہیں''۔(۳۹)

علامہ ابن عابدینؒ، امام غزالیؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

''علم نجوم کی ممانعت کی تین وجوہات ہیں:

۱: لوگوں کی اکثریت کے لئے یہ مضر علم ہے کیونکہ جب انہیں یہ بتایا جائے گا کہ فلاں فلاں ستاروں کی گردش کی وجہ سے فلاں فلاں تغیر وتبدیل رونما ہوتا ہے تو عامۃ امت ستاروں کو مؤثر سمجھ بیٹھے گی۔

۲: دوسری وجہ ممانعت یہ ہے کہ نجومی اس علم کے ساتھ محض اندازے اور تخمینے ہی لگاتے ہیں، کوئی یقینی بات نہیں کر سکتے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے حوالے سے اس سلسلہ میں جو بیان کیا جاتا ہے، وہ ان کا معجزہ تھا جو اٹھالیا گیا۔

۳: اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ان اندازوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ لامحالہ ہو کر ہی رہے گا، خواہ انسان اس سے بچنے کی لاکھ کوششیں کر لے۔(۴۰) (جاری ہے) (بشکریہ ماہنامہ دعوت اکیڈمی)

نرخنامہ برائے اشتہارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلہ

''المباحث الاسلامیہ(اردو)''

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine ALMABAHIS-AL-ISLAMIA

(1) آخر صفحہ رنگین........4000روپے (2) اندورن آخر صفحہ رنگین.......3000روپے

(3) اندرون صفحہ اول رنگین.........3,000روپے (4) [illegible] صفحہ سادہ.........1500روپے

(5) آدھا صفحہ سادہ.........1000روپے (6) ایک تہائی صفحہ سادہ.......500روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے سہ ماہی مجلہ ''المباحث الاسلامیہ(اردو)'' میں اشتہار دے کر ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فون:0928-331353 فیکس:0928-331355 ای میل almubahisulislamia@yahoo.com